سوال

(95) بغیر نماز کے صرف سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں-

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بغیر نماز کے صرف سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

سجدہ بغیر نماز کے بذات خود ایک مستقل عبادت ہے اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کو اس عبادت پر اجر وافر عطا فرماتے ہیں، اور اس پر دلالت کرنے والی نصوص قرآن کریم میں معروف ہیں اور ان میں سے بعض نصوص کو نماز کے سجود یا نفس نماز پر محمول کرنا مجازی ہے۔ اور مجازی معنی استعمال کرنے کے لیے کوئی قرنیہ یا دلیل ہونی چاہیے اور منجملہ ان کے تلاوت کے سجدے بھی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا منفرد سجدوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور اسی طرح سجدہ تلاوت ہے۔ اسے بھی منفرد سجود پر محمول کیا جائے گا۔ اور سجود منفردہ پر دلیل معدان بن طلحہ یعمری کی روایت ہے۔ جو صحیح میں ہے : قال لقیت ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت اخبرنی بعمل اعملہ ید خلنی اللہ بہ الجنة او قال قلت باحب الاعمال الی اللہ عزوجل فسکت ثم سأَلتہ فسکت ثم سأَلتہ الثالثة فقال سألت عن ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیک .بکثرة السجود للہ فانک لا تسجد للہ سجدة الا رفعک اللہ بھا درجةحط عنک بھا خطیئة ثم لقیت ابا الدرداء فسألتہ فقال لی مثل ماقال ثوبان وھذا لفظ مسلم۔

اور عرب آپ کے الفاظ جدہ سے سوائے منفرد سجدہ کے اور کچھ نہیں سمجھے گا۔ جو سجدے نماز میں ہوتے ہیں ان کا اجر تو نماز کے اجر میں داخل ہوتا ہے۔ نیز صحیح میں ربیعہ بن کعب اسلمی کی روایت ہے۔ قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوہ حاجتہ فقال لی سل فقلت اسألک مرافقتک فی الجنة فقال او غیر ذالک فقلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک .بکثرة السجود وھذا لفظ مسلم۔ اور ان الفاظ سے مراد منفرد سجود حقیقی ہوگا۔ ایسی ہی روایت حضرت عائشہ کی صحیح میں ثابت ہے۔

انھا فقدت رسول اللہ لیلة من الفراش فالتمستہ فوقعت یدھا علی بطن قدمیہ وھو فی المسجد وھما منصوبتان وھو یقول اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لااحصی ثنائً علیک انت کما اثنیت علی نفسک اسی طرح ابو ہریرہ کی روایت بھی سجود منفرد پر صادق آتی ہے قال اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی احدتی عشرة رکعة فیما بین ان یفرغ من صلٰوة العشاء الی صلٰوة الفجر سوی رکعتی الفجر ویسجد قدر مایقرأ احدکم خمسین اٰیة شوکانی فرماتے ہیں کہ صاب عدة حصن حصین'' نے غلطی کی ہے۔ کہ یہ سجود موضوع ہیں اور میں نے عدة کی شرح میں اس پر تنبیہ کردی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب المصنف میں ابو سعید سے روایت نقل کی ہے : انہ قال ما وضع رجل جبھتہ للہ ساجداً فقال یارب اغفرلی ثلثا الارفع رأسہ وقد غفرلہ : یہ حدیث اگرچہ ابو سعید پر موقوف ہے لیکن رفع کے حکم میں ہے چوں کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔ اسے طبرانی نے عن ابی مالک عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ طبرانی نے اسے معجم کبیر میں محمد بن جابر عن ابی مالک کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے۔ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد یسجد للہ سجدة الا کتب اللہ بھا حسنة ومما عنہ بھا سیئة ورفع بھا درجة فاستکثروا من السجود ابن ماجہ اور احمد نے جید سند کے ساتھ ابو فاطمہ

سے روایت کی ہے۔

قال قلت یا رسول اللہ اخبرنی بعمل استقیم علیہ و اعمل قال علیک بالسجود فانک لا تسجد للہ سجدۃ الا رفعک اللہ بھا درجۃ وحط عنک بھا خطیئۃ اور احمد کے الفاظ اس طرح ہیں انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا فاطمۃ ان اردت ان تلقانی فاکثر السجود۔ طبرانی نے اوسط میں ثقہ رجال کی سند سے حذیفہ کی حدیث ذکر کی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من حالۃ یکون العبد العبد احب الی اللہ من ان یراہ ساجداً یعفر وجھہ فی التراب۔ احمد اور بزار نے ابوذر کی روایت سند صحیح سے نکالی ہے۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سجد للہ سجدۃ کتب اللہ لہ بھا حسنتہ وحط عنہ بھا خطیئۃ ورفع بھا درجۃ واضح ہو کہ ان احادیث میں مذکورہ سجود سے مراد منفرد سجود ہی ہیں۔ جو کہ حقیقی معنی ہے۔ اور ان سے مجازاً نماز کے سجدے سے مراد لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ مجازی معنی لینے سے حقیقی منی و مدعا پر بھی اثر نہیں پڑے گا۔

الحاصل کہ سجدہ ایک بہترین عبادت ہے۔ جیسے بندے کو نماز سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح سجدے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام سے اس کی ترغیب اور اس پر اجر جزیل کے وعدے منقول ہیں۔

نبی علیہ السلام کا فعل بعض انواع سجود کو مانع نہیں ہے۔ آپ کے غیر کے لیے جیسا کہ ترغیب آپ کے اقوال سے ثابت ہے۔ اور افوال پر اقوال کی ترجیح کسی پر مخفی نہیں ہے۔ پس مومن کو چاہیے کہ جس طرح چاہیے اور جس وقت چاہے (اوقات ممنوعہ کے علاوہ) سجدے کرے۔ جو شخص اس بات کا انکار کرتا ہے۔ وہ مذکورۃ الصدر احادیث کو یا تو جانتا نہیں ہے یا اگر سمجھتا نہیں ہے کہ ان سے کم تر احادیث سے سجدے کی مشروعیت ثابت ہو سکتی ہے کجا ان احادیث صحیحہ کا نبوہ کثر اور جو شخص یہ کہے کہ صرف سجدئہ تلاوت اور سجدہ شکر کے انواع ہی مشروع ہیں۔ اس کا جواب اس طرح دیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ شق نماز میں بھی لازم آتی ہے۔ پس اسے منتقل ہو جانا چاہیے مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع شدہ نقل کے ساتھ اور منقول اس میں عدد یا صفت میں زیادتی نہ کی جائے اور صرف اس وقت سر انجام دی جائے جس وقت نبی علیہ السلام نے سر انجام دی اور ظاہر ہے کہ یہ قول سراسر جہالت ہے۔ چونکہ نماز کے بارے میں وارد شدہ ترغیبات اس ات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز نفل زیادہ سے زیادہ پڑھنا سنت ثابتہ اور شریعت قائم ہے بشرطیکہ اس کی ادائیگی کا وقت مکروہ اوقات میں سے نہ ہو۔ یہی صورت مجرد سجود کی ہے کہ ساجد کے لیے ترغیب اور اجر جزیل ثابت ہے۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا ہے۔ اور خصوصاً جب کہ یہ سجدہ رب العزت کے قرب کے اسباب میں سے ہو جیسا کہ فرمان نبوی ہے۔ ''اقرب مایکون العبد منربہ وھو ساجد'' اور پھر اس قرب رب العزت دعا کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی ہے۔ کس قدر زیادہ حق دار ہے قبولیت کا وہ شخص اجازت کا دروازہ اس حالت میں کھٹکھٹاتا ہے۔ جب وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہے۔ اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ رحمت جس کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ اور غلطیاں مٹ جاتی ہیں۔ چوں کہ انسان اس وقت اپنے رب العزت کے قرب بلکہ اقرب القرب مقام میں ہوتا ہے۔ یہ امام شوکانی کے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ اور امام شوکانی اپنے آخری ایام زندگی میں کثرت کے ساتھ طویل ترین سجدے کیا کرتے تھے۔ اور کس قدر اچھے امام بیہقیؒ ک یا شعار اس بارے

ومن اعتز بالمولی فذاک جلیل ومن رام عزا من سواہ فھو ذلیل

ولوان نفسی مذبراھا ملیکھا مضی عمرھا فی سجدۃ لقلیل

احب مناجاۃ الحبیب باوجہ ولکن لسان الدتبین کلیل

اللھم وقفنا لکثرۃ السجود لک وارزقنا بھا مرافقۃ نبیک فی جنتک انک علی ماتشاء قدیر وبالاجابۃ جدید۔ دلیل الطالب علی ارجح المطالب از ص ۲۹۷ تا ص ۲۹۹

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 230-233

محدث فتویٰ